اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

جس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے یہ کہا کہ "معاویہ داخل جہنم ہوگا"، اور اون کی فضیلت پر حملہ کرتے ہوئے ایک ردّی رسالہ بنام "رد فضائل معاویہ" لکھا اس کے جواب میں یہ رسالہ تحریر کیا گیا مسمّٰی بنام

الھاویہ

لِشاتم

رضی اللہ عنہ

معاویہ

مؤلفہ:

جناب مولینا عبد الحفیظ صاحب قادری حقّانی

مفتی آگرہ

اسلامی فاونڈیشن بنارس pdf

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیا ومسلماً

اعوذ برب الناس ملک الناس الہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس ۔۔۔۔۔۔۔۔

فقیر نے احباب بنارس کے استفسار کے مطابق ایک تقریر قلمبند کی تھی جسے انھوں نے عوام کے افادہ کی غرض سے طبع کرادی، تحریر مذکور میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو محتاط مسلک اہل سنت وجماعت کا تھا، ذکر کردیا، اور عقائد اہل سنت کی معتبر کتابوں شرح عقائد، شرح فقہ اکبر، مسایرہ شریف کی عبارتیں بھی لکھ دیں، اور ائمہ مجتہدین امام شافعی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کے کلمات نصیحت بھی تحریر کردیئے تھے، اور مقصد یہ تھا کہ عوام اہل سنت انھیں حضرات کے ارشادات کو مشعل ہدایت بنائیں، اور اس نازک معاملے میں آگے نہ بڑھیں، یہ گفتگو بالکل عمومی تھی، اور جو فتویٰ کی شان تھی، اسی سے کام لیا گیا تھا، مگر جو عادت طبیعت ثانیہ ہو جائے، اس کے ظہور کو کون روک سکتا ہے چنانچہ بابا صاحب نے اس کا جواب لکھ ہی ڈالا، گویا وہ اب کھل کر سامنے آگئے اور حضرت امیر معاویہ کے متعلق ان کا جو خیال تھا وہ اب تحریر میں آکر فقیر کی لکیر ہو گیا، میرا خیال یہ تھا کہ بابا صاحب کو حضرت امیر معاویہ کے متعلق کچھ جزئیات میں اختلاف ہوگا، مگر ان کی تحریر سے ظاہر ہو گیا کہ وہ اس سے بہت آگے ہیں، چنانچہ ان کا اسی رسالہ میں ان کی شان میں جملہ لا اشبع اللہ بطنہ سے استدلال کرنا اور صاف لکھ دینا کہ "معاویہ واصل جہنم ہوگا"، ان کے دل کی گہرائیوں کی چھپی ہوئی رافضیت وخارجیت کو طشت از بام کر رہا ہے نعوذ باللہ منھا کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم جو کچھ جواب لکھا ہے وہ اور میری تحریر دونوں اہل بنارس کے سامنے ہیں، ذرا اہل فکر ونظر دقت نظر اور دیانت داری سے موازنہ فرمائیں کہ جواب ہوگیا، ہاں ہاں ہو گیا، کس کا ۱۶ صفحے کا ۱۶ صفحے سے روشنائی کا روشنائی سے، طباعت کا طباعت سے

اشاعت کا اشاعت سے اور الف ب ت کا الف ب ت سے وبس باقی خیریت ہے،

میرا خیال یہ تھا کہ وہ اپنے کسی جزوی اختلاف کو جواباً تحریر بھی فرمائیں گے تو کسی لکھے پڑھے آدمی کی طرح جو اصول و فروع سے واقف ہو گا، مگر خیال غلط ہوا کہیں عبارتوں میں کانٹ چھانٹ، اس طرح کہ اوپر کی عبارت غائب، کہیں پچھلی غائب کہیں حوالہ در بطن، کہیں مرجع در ضمیر اور خلاف موضوع گفتگو، اور گھبراہٹ کا عالم تو اس کا کہنا ہی کیا، ذرا ملاحظہ فرمائیے، رسالہ فضائل معاویہ کے ۱۶ صفحے ہیں جس کے آٹھ ورق ہیں، مگر ہمارے بابا صاحب کو چار ہی نظر آئے، آپ فرماتے ہیں:۔

"مولینا صاحب! آپ نے بڑا اجتہاد فرمایا جو ایک چھ ورقہ رسالہ لکھ دیا" میں عرض کروں آپ نے بڑا اجتہاد فرمایا کہ آٹھ ورقے کو چو ورقہ بنا دیا، یہ آپکی تنصیف (آدھا بنا دینا) انصاف سے بہت دور ہے، کہیں دیکھنے یا دیکھنے والی چیز میں تو تنصیف آپ کا اجتہاد ہے،

قولہ، "معاویہ کی بے جا حمایت کرنے والوں کا الخ" اقول۔ اور حضرت امیر معاویہ کی بے جا مخالفت کرنے والوں کا بھی یہ ہی ایک پرانا سبق ہے، جس کو وہ جا بجا دہراتے رہے، اور آج بھی بار بار اس کو دہرائے جا رہے ہیں، پھر دونوں برابر ہوئے تو رونا کس بات کا ہے؟ ہم نے اگر حمایت کی تو صرف صحابی رسول ہونے کی حیثیت سے، اور حضور کے فرمان کے مطابق کہ میرے صحابہ کی شان میں کوئی برائی نہ کرنا، اور آپ مخالفت کرتے ہیں تو صرف رافضیوں اور خارجیوں کی محبت میں اور حضور کے فرمان سے انحراف کرتے ہوئے، غور فرمائیے! کس کا طرز نیک نیتی اور احتیاط پر مبنی ہے،

قولہ، مگر آپ نے اپنے رسالہ کے الخ اقول، ہاں میں نے فتویٰ لکھا ہے جو میری حیثیت ہے، میں نے آپ کے متعلق ڈگری نہیں دی، اس لئے کہ میں قاضی نہیں، جناب پر واضح ہونا چاہیئے کہ مفتی اور قاضی میں فرق ہے،

در مختار میں ہے الا ان المفتی مخبر عن الحکم والقاضی ملزم بہ مفتی قانون بتانے والا ہے۔ اور قاضی ڈگری دینے والا ہے، لہذا جو واقعات میرے سامنے رکھے گئے، ان کا قانون بتا دیا، کسی شخص معین پر ڈگری نہیں دی گئی، لہذا آپ کا یہ فرمانا "بحیثیت مفتی ہونے کے آپ کا فرض تھا" الخ افتاء و قضا کے مقررہ منصب سے ناواقفیت کی بنا پر ہے، اب چونکہ آپ کے نام سے آپ کی تحریر آگئی ہے، لہذا اب تعین کے ساتھ آپ پر ڈگری دئے جانے کا قانون بھی بتائیں گے، تاکہ ڈگری دینے والے ڈگری دے سکیں،

قولہ: فتاوی ملاحظہ ہوں الخ۔ آپ نے شرح عقائد کی عبارت لکھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی اور طاغی ہونے کا فتوی صادر فرما کر ان پر لعن طعن کی، مگر اول و آخر کی عبارت کو آپ نے حذف کر دیا جو صاف صراحتاً آپ کے اس طرز کے لئے سد سکندری تھی، پہلے یہ ہے کہ و بالجملۃ لم ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ واحزابہ (ترجمہ) سلف مجتہدین اور علمائے صالحین سے کہیں منقول نہیں کہ انھوں نے حضرت معاویہ اور ان کے ساتھیوں پر لعن طعن کو جائز قرار دیا ہو، پھر لفظ الامام کے بعد تھا وھو لا یوجب اللعن، مگر اس بغی و خروج سے ان پر لعن جائز نہیں، ان دونوں سے صاف ظاہر ہے کہ جو طرز آپ نے لعن طعن کا اختیار کیا ہے اسی کو وہ منع کر رہے ہیں، مگر چونکہ یہ دونوں عبارتیں دونالی بندوق کی شکل میں آپ کی طرف منہ کئے ہوئے تھیں، اس لئے آپ نے ان کو حذف کر دیا، اور صرف بغی اور خروج کو اپنا سرمایہ علم بنا رکھا، کیا دیانت اسی کا نام ہے عام لوگ اسی کو مطلب پرستی کہتے ہیں، اب مہربانی فرما کر اس کتمان حق کے احکام آپ خود ملاحظہ فرمائیں گے

آپ نے مطالبہ فرمایا ہے کہ باغی کے احکام جواب میں تحریر فرمائیے، مگر آپ میری تحریر کو غور سے بلا تنصیف کیے ہوئے دیکھتے تو تمام احکام اسی رسالہ میں ملجاتے، مگر آپ نے تو اس لئے مطالبہ فرمایا ہے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ بابا صاحب نے بڑا بھاری مطالبہ فرمایا ہے اور بڑی بات لکھی ہے، مگر واضح رہے کہ سب لوگ ایسے نہیں ہیں، جو آٹھ ورقے کو چھ ورقہ دیکھیں، دیکھئے جس نے لفظ بغی و خروج لکھا ہے اسی نے بعد میں لکھدیا کہ وھولا یوجب اللعن مگر اس بغی و خروج سے لعن جائز نہیں، جب لعن جائز نہیں تو اس سے بڑا اور کوئی حکم بھی جائز نہیں، یعنی جب زبان چلانا جائز نہیں تو ہاتھ چلانا بھی جائز نہیں، معلوم ہوا کہ بغی و خروج صرف لفظی ہے، اصطلاحی نہیں، پھر انھوں نے یہ کب قطعی فیصلہ کیا کہ وہ باغی ہیں، بلکہ یہ گفتگو فرما رہے ہے کہ زیادہ سے زیادہ اگر ہو سکتا ہے تو بغی اور خروج، چنانچہ لفظ غایۃ امرہم اس انداز گفتگو کو بتلا رہا ہے گویا وہ اس کے لئے بھی تیار نہیں کہ ان کو باغی سمجھا جائے، انھوں نے تو آخر درجہ کی بات بہت وزن کرکے رکھی ہے، اور آپ ان کا قطعی فیصلہ و فتوی سمجھ رہے، یہ آپ کا قصور نہیں، بلکہ آپ کے چھ ورقہ کا قصور ہے، ذرا انداز سخن سمجھنے کی پھر کوشش فرمائیے پھر آپ نے ملا علی قاری کی عبارت بھی نہ ملاحظہ فرمائی وہ بھی رسالہ میں موجود ہے وان صدر من بعضھم لبعض مافی صورۃ شر فانہ اما کان عن اجتہاد" الخ، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز ایسی صادر ہوئی ہو جو ظاہر میں بری ہے تو وہ بھی اجتہاد ہی پر مبنی ہوگی، یا اس کو صرف فساد پر محمول نہ کیا جائے گا، پھر صاحب فتح القدیر نے صاف فرما دیا کہ یہ سارا قصہ خطاء اجتہادی کی وجہ سے ہوا، اس کو بھی آپ نے نہ دیکھا،

بہرحال آپ ان سب کو بلا تنصیف دیکھ لیتے تو آپ کو اپنے بغی و خروج کے احکام خود ہی معلوم ہوجاتے، اور ہمیں تکلیف دینے کی زحمت آپ کو نہ ہوتی،

قولہ" محاربۂ ایشاں الخ" آپ نے تحفہ سے جس عبارت کا حوالہ دیا ہے اس کی ابتدا" محاربۂ ایشاں" لفظ سے ہے میرا یقین ہے کہ آپ نے تحفہ پڑھا نہیں ہے اور اگر پڑھا ہے تو آپ نے شاہ صاحب کی منقبت نہیں، ان کی منقصت کی ہے، آپ کی پیش کردہ یہ عبارت تحفہ کے بارہویں باب کے مقدمہ ششم کی ہے، اور حضرت شاہ صاحب اس باب کو تولا و تبرا کے بیان میں لکھتے ہیں، اور اصل مضمون شروع کرنے سے قبل تولّا (بمعنی محبت) اور تبرا (بمعنی عداوت) بتاتے ہیں، اور تقریباً تین سطر میں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ محبت و عداوت کس سے رکھی جائے، اس نازک ترین مبحث میں چند مقدمات کو ذہن میں رکھنا چاہیے کیونکہ اس مبحث خاص میں یہ بات کہ محبت کے لائق کون ہے؟ اور عداوت کے قابل کون ہے؟ علمائے معتبرین شیعہ کے اقوال اور انھیں کے اصول مقررہ سے ثابت کی جائے گی، اور اصلاً ہرگز اہل سنت کے قول کو دخل نہ ہوگا،،

جب حضرت شاہ صاحب اتنی وضاحت سے یہ فرماتے ہیں کہ اس باب میں عقائد اہل سنت کا حوالہ نہ ہوگا، بلکہ شیعوں کے معتبر علماء کے اقوال پیش کئے جائیں گے تو آپ کا ایک جگہ سے ایسی عبارت لکھ دینا کہاں تک دیانتداری ہے؟ اس کو آپ سمجھیں، یہی حال آپ کی منقولہ عبارت از فتاوی عزیزیہ کا ہے،

قولہ پھر اپنے جواب میں یہ بھی فرمائیے گا الخ" ہمکو حرام بنانے کا حق وہیں سے حاصل ہے، جہاں سے فتاوئ شامی اور فتاوئ عالمگیری اور صاحب ہدایہ اور صاحب شرح وقایہ اور قاضی خاں کو حاصل ہے، بابا صاحب فرق سمجھئے، حرام کرنا اور چیز ہے اور حرام بتانا اور چیز، وہ قانون بنانا ہے جو خدا و رسول کا کام ہے، اور یہ قانون بتانا ہے جو علماء کا کام ہے مفتیوں کا کام ہے، فتدبر

قولہ، آپ نے ایک بہت بڑا ثبوت سعادۃ الکونین کا دیا ہے، حالانکہ یہ کتاب

مشہور و معروف نہیں، اور نہ فقہ و کلام کی کتاب ہے، اور فتویٰ ہمیشہ فقہ و کلام کی معتبر و مشہور کتابوں سے دیا جاتا ہے، یاد رکھئے کتابوں کی ایسی ورق بھرتی قابل سماعت نہیں، مگر چونکہ آپ نے سعادۃ الکونین کی ایک ناقص عبارت پر اپنے ثبوت کی بنیاد رکھی ہے، چاہتا ہوں کہ آپ کی تسلیم کردہ کتاب سعادۃ الکونین سے ہی اس فریب کو دور کر دیا جائے،

سعادۃ الکونین

آپ نے اپنی عادت کے مطابق اس عبارت میں بھی تحریف کی ہے، صاحب چوتھی فصل اس عنوان سے شروع کرتے ہیں کہ "معاویہ کے سچے مومن ہونے اور انھیں برائی سے یاد نہ کرنے میں" یہ عنوان ہی ظاہر کرتا ہے کہ حضرت معاویہ کو برا نہ کہنا چاہیئے، اور اس کی چند سطروں کے بعد آپ یہ عبارت اچک لیتے ہیں کہ

"معاویہ دنیا پرست تھا، اس لئے اس نے حضرت علی کے ساتھ جدال اور قتال کیا، اور قیامت تک امام برحق کے خلاف اپنی گردن پر باغی طاغی کا الزام رکھکر چلا گیا"

یہ آپ کی پیش کردہ عبارت ہے، مگر اس کے بعد والی بات ہضم کر گئے، اسی "چلا گیا" کے ساتھ ہی سعادۃ الکونین کی اس عبارت کو بھی ملا لیجئے، جو بلا کسی فصل کے ہے:-

"مگر باایں ہمہ معاویہ کو برائی سے یاد کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں ہے، اور اس کی کئی وجہیں ہیں"

فرمائیے! مسلمان کا کیا شیوہ بتایا گیا، اور اس بُرا نہ کہنے پر چار مستقل دلیلیں پیش کرتے ہیں۔ اور ہر دلیل آپ کے دعویٰ کے لئے قاطع ہے" لیکن

قولہ علی کان اماماً حقاً الخ - آپ نے اپنے رسالہ ردی کے صفحہ پر غنیۃ الطالبین سے ایک جملہ نقل کیا ہے، اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ "لیجئے مولانا صاحب! یہ حضور غوث پاک کا قول ہے" الخ اس عبارت کو پیش فرما کر آپ نے یہ نہ دھر دیا ہے کہ یہ حضرت غوث پاک

فتویٰ تو آپ کو مان لینا چاہیئے، کیونکہ آپ اپنے کو قادری کہتے ہیں، الحمد للہ کہ قادری ہوں، کہ آپ کی تحریفات پکڑ ہی لیتا ہوں، آپ کی اس خود ساختہ عبارت علی کان اماماً حقاً کے متعلق میرے حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جو آپ نے قطع و برید کی ہے، اور جس قدر دھوکہ دہی سے کام لیا ہے، سنئے پوری عبارت یہ ہے، جہاں سے آپ کی عبارت منقولہ کا تعلق ہے، واما قتاله بطلحة والزبير وعائشة ومعاوية فقد نص الامام احمد على الامساك عن ذالك وجميع ما شجر بينهم من منازعة ومنافرة وخصومة لان الله تعالى يزيل ذالك من بينهم يوم القيمة كما قال الله عز وجل ونزعنا ما في صدورهم من غل الخ ولان عليا كان على الحق في قتالهم لانه كان يعتقد صحة امامته على ما بينا من اتفاق اهل الحل والعقد من الصحابة على امامته وخلافته فمن خرج عن ذالك بعد وناصبه حربا كان باغيا وخارجا عن الامام فجاز قتاله ومن قاتله من معاوية وطلحة والزبير طلبوا عثمان خليفة حق المقتول ظلما والذين قتلوه كانوا في عسكر علي فكل ذهب الى تاويل حسن فاحسن احوالنا الامساك في ذالك ورد هم الى الله عز وجل

انتہیٰ عبارت میں سے ایک جملہ نقل کیا گیا، اور اس میں بھی علی کان اماماً حقاً، اپنی طرف سے بڑھایا، اب میں لفظی ترجمہ کئے دیتا ہوں، حضرت مولائے کائنات کی حضرت طلحہ اور زبیر اور عائشہ و معاویہ کے ساتھ جنگ تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمادی ہے کہ اس معاملہ میں اور جو کچھ ان کے درمیان اور اختلافات وغیرہ واقع ہوئے، مسلمانوں کو سکوت اختیار کرنا چاہیئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ان کے دلوں سے زائل فرمادے گا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے ونزعنا ما فی صدورھم الآیۃ، اس لئے کہ حضرت علی اس جنگ میں حق پر تھے، اس لئے کہ اصحاب حل و عقد صحابہ نے

ان کی خلافت پر اتفاق کر لیا تھا ـــــ پھر اس کے بعد جو اس اتفاق سے علیحدہ ہوا اور حضرت علی سے جنگ کی وہ باغی عن الامام ہوا، لہذا حضرت کا ان سے جنگ کرنا جائز ہوا اور حضرت معاویہ اور طلحہ و زبیر نے جو ان سے جنگ کی اور حضرت عثمان خلیفۂ حق شہید مظلوم کا بدلہ طلب کیا، اور قاتلین حضرت عثمان حضرت علی کے لشکر میں تھے تو دونوں فریق تاویل صحیح کی طرف گئے (یعنی ایک نے دوسرے سے جنگ کو تاویل صحیح پر محمول کیا، پس ہمارے لئے یہی تحقیق ہے، کہ اس میں گفتگو سے بچیں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد کریں"

بابا صاحب! یہ ہے پورا فیصلہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا، مجھے زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں، حضرت کا ارشاد بالکل صاف ہے، آپ اس نصیحت کو جس پر میں نے خط کھینچ دیا ہے، بغور پڑھیں، اور اگر شرم و ندامت کا کچھ حصہ تقسیم سے رہ گیا ہو تو اسے آپ لے لیجئے،

اگر خدا نے توفیق آپ کے حصہ میں کچھ رکھی ہو تو حضرت غوث پاک کا قطعی فیصلہ اس عبارت آگے دیکھ لیجئے، ارشاد فرماتے ہیں واتفق اهل السنة علی وجوب الکف عما شجر بينهم والامساك عن مساويهم واظهار فضائلهم ومحاسنهم وتسليم امرهم الى الله عز وجل على ما كان وجرى من اختلاف علی وطلحة والزبير وعائشة ومعاوية رضی اللہ عنہم (ترجمہ) اہل سنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ کے درمیان جو اختلافات واقع ہوئے، اس سے اور ان کی برائیوں سے باز رہنا چاہئیے، اور ان کے فضائل اور خوبیاں ظاہر کرنا چاہئیں، اور جو کچھ حضرت علی اور طلحہ اور زبیر اور عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم کے ہوا، اوسکو خدا کے سپرد کرنا چاہئیے،

بابا صاحب! یہ فرمائیے، یہ بھی آپ نے دیکھا تھا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ اور اگر ہاں، تو کیوں چھوڑا، اور عمل کیوں نہ کیا، آپ نے حضرت غوث پاک کے حکم سے کیوں خاموشی اختیار کی، اور زبان طعن و تشنیع بلکہ تشبیع کیوں دراز کی، ایک لفظ باغی دیکھ کر حضرت کی ساری عبارت سے باغی ہو گئے، حضرت فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے، اور آپ نے اس اتفاق سے منہ موڑا تو حضرت

ہی کے فرمان کے مطابق آپ اہل سنت رہے یا کچھ اور ہوگئے، جلد بولئے، اور
ہم تو افضلہ تعالیٰ حضرت کے ارشادات کو سر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں، اور جو
فرمایا وہ ہی کہتے ہیں، ہم ان کے حکم کے مطابق اس معاملہ میں خاموش ہیں، اور
حضرت مولا علی کو خلیفۂ حق جانتے ہیں، اور حضرت امیر معاویہ جو سب اہل سنت
نے کہا وہ ہی کہتے ہیں کہ خطا اجتہادی ہوئی، اب فرمایئے کہ بحمد اللہ میں قادری
ہوں یا نہیں؟

آپ ہمیں نصیحت فرماتے ہیں، "اب قطب ربانی غوث صمدانی، محبوب سبحانی
حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی کو تو مان لیجئے"
مگر میں عرض کردوں کہ "خود را فضیحت، دیگرے را نصیحت" آپ نے ان کے
ارشاد گرامی پر کس قدر عمل کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ان کا معاملہ خدا کے سپرد کرو"
آپ نے ان کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا، وہ فرماتے ہیں اس معاملے میں
خاموش رہو، اہل سنت کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ آپ نے اہل سنت کے خلاف کیا،
وہ فرماتے ہیں کہ ان کی خوبیاں ہی بیان کرو، برائیوں سے روکو، آپ نے اون کی
خوبیاں ہی ملیامیٹ کیں، اور برائیاں شروع کیں، فرمایئے حضرت غوث پاک نے
فرمایا کہ معاویہ واصل جہنم ہوگا، آپ نے یہ ملعون جملہ استعمال کیا، فرمایئے حضرت غوث
پاک کے ارشاد پر کون عامل ہوا، یا خواہ مخواہ حضرت غوث کا نام لے لیا، اگر دل میں
کچھ رفعت ہے تو وہ ہی راستہ اختیار کیجئے جو حضرت غوث نے فرمایا، مگر مجھے
ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں معاذ اللہ آپ حضرت کو بھی حضرت امیر معاویہ کی
حمایت میں کچھ کہہ نہ بیٹھیں،

اور سنئے! حضرت فرماتے ہیں واما خلافۃ معاویۃ بن سفیان فثابتۃ
صحیحۃ بعد موت علی وبعد خلع الحسن عن الخلافۃ وتسلیمہا
الی معاویۃ لرأی راٰہ الحسن ومصلحۃ عامۃ تحققت لہ وھی
حقن دماء المسلمین وتحقیق قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحسن
ابنی ھذا سید یصلح اللہ بہ بین فئتین عظیمتین فوجبت امامتہ
بعقد الحسن لہ، حضرت مولا علی کی وفات اور حضرت حسن کے خلافت سے علیحدہ

ہونے اور امیر معاویہ رض کے سپرد کر دینے کے بعد حضرت امیر معاویہ کی خلافت ثابت اور صحیح ہے اور حضرت امام حسن نے جو اون کی خلافت سپرد کر دی تو وہ ایک خاص وجہ اور مصلحت پر مبنی ہے، کہ انھوں نے مسلمانوں کا خون بچا لیا، اور حضور کا فرمان صحیح ہو گیا کہ میرا بیٹا حسن سردار ہے، اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں اللہ تعالیٰ اصلاح فرما دے گا، بابا صاحب کیا فتویٰ دیتے ہیں آپ حضرت غوث پاک کے لئے کہ آپ حضرت امیر معاویہ کی خلافت و امامت کو حق اور صحیح فرما رہے ہیں، فرمائیے کہ یہ غوث پاک خود معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے جا حمایت کر رہے ہیں،

خلاصہ یہ کہ حضرت غوث پاک کے یہ ارشاد صریح دلیل ہیں کہ حضرت معاویہ صحابی ہیں، اون کی امامت صحیح ہے، اور پھر اون کا اون کے لئے رضی اللہ عنہ فرمانا اس کی دلیل ہے کہ معاذ اللہ بقول آپ کے وہ واصل جہنم نہیں سمجھتے، بلکہ صفحہ ۷۹ پر ایک حدیث تحریر فرماتے ہیں، ذرا اس کو بھی ملاحظہ فرما لیجئے، و فی روایۃ انس ان اللہ عزوجل اختارنی واختار لی اصحابی فجعلھم انصاری وجعلھم اصھاری وانہ یجیئ فی اخر الزمان قوم ینقصونھم الا فلا تواکلوھم الا فلا تشاربوھم الا فلا تناکحوھم الا فلا تصلوا معھم الا فلا تصلوا علیھم حلت اللعنۃ حضرت انس سے روایت ہے کہ تحقیق اللہ عزوجل نے مجھے پسند کیا، اور میرے لئے میرے اصحاب کو پسند کیا اور ان کو میرے لئے مددگار بنایا، اور ان کو میرا سسرالی رشتہ دار بنایا، اور بیشک آخر زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو ان کی شان کو گھٹائے گی، خبردار تم ان کے ساتھ کھاؤ، نہ پیو، اور خبردار نہ نکاح کرو، اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو، ایسے لوگوں پر لعنت کرنا حلال ہے،

اچھا یہ تو فرمائیے کہ اگر وہ یقیناً واصل جہنم ہیں تو جو واصل جہنم کو خلافت سپرد کرے اور جو ان کی خلافت کو صحیح اور حق سمجھے، اور جو ان کے معاملہ میں خاموشی کا حکم دے اور خود رضی اللہ عنہ کہے تو اس کو آپ واصل جہنم کہیں گے جلد بولئے اور ذرا ترازو کے مقابلے میں عقل تول کر کہئے،

آپ نے حضرت غوث پاک کا نام نامی اور عبارت نقل کر کے مجھ کو بیدار کر دیا کہ میں نے غنیۃ الطالبین دیکھی اور دیکھنے کے بعد آپ کی دیانت داری اور امانت بھی ظاہر ہو گئی اور بہت کچھ فوائد حاصل ہو گئے، آپ غنیۃ الطالبین کا ذکر نہ کرتے تو میری اس طرف توجہ بھی نہ ہوتی، سچ کہا گیا ہے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد،

قولہ ۵ الخ نہ معلوم کس کا قول ہے۔ اول و آخر غائب ہے، لہٰذا کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، علاوہ بریں کوئی خاص فتویٰ نہیں، اونکا فاسق ہونا ثابت نہیں کیا
قولہ اب فرمائیے الخ آپ نے فقہ و کلام کی کسی کتاب سے
اور ضرورت اسی کی تھی، اور آپ کی ساری تفرلیحات ایسی ہیں جیسے کوئی کسی سے کہے ارے عجائب کھانا کھالو، یہ دیکھو قورمہ ہے پلاؤ ہے، فیرنی ہے، پھر فوراً کہدے اب تو آپ کا پیٹ بھر گیا ہوگا، یا باصاحب! احتیاط سے کام لیجئے، ہر غث اور سمین پہ نظر نہ ڈالئے، دیکھئے دنیا میں رطب و یابس سب کچھ ہے، جو آپ کا خیال ہے، اس کی تائید اہل سنت کے مسلمات سے دیکھئے، اور یہ جان لیجئے کہ قانون و مذہب کی کتاب کون سی ہے، فتویٰ کن کتابوں سے دینا چاہئے، پھر کتابوں کے مصنفین کا پایۂ علم بھی دیکھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اقوال مختلفہ میں ترجیح دی جاتی ہے،
معاف فرمائیے، آپ فقہ و کلام کے میدان کے آدمی نہیں ہیں، میں مانتا ہوں کہ آپ سنسکرت جانتے ہیں، انگریزی جانتے ہیں، آپ اسی میدان کے شہسوار ہیں، لہٰذا اسی میدان میں رہئیے، فقہ و کلام کو ہم طالب علموں ہی کے لئے رہنے دیجئے،
دیکھئے آپ نے حضرت امیر معاویہ کے باغی، طاغی، فاسق، مرتکب گناہ کبیرہ کے ثبوت میں نہ کسی امام مجتہد کا قول پیش کیا نہ کسی محدث مشہور کا نہ عقائد اہل سنت کی مشہور کتابوں کا، حالانکہ ضرورت اسی کی تھی، اور ہم نے بفضلہ اس قانون کی خلاف ورزی نہکی اور جو کچھ لکھا اسی پابندی اور احتیاط کے ساتھ لکھا
قولہ صـ۸ الخ نواب صدیق حسن کا قول کوئی حجت شرعیہ نہیں، اور نہ ہم اور نہ اہل سنت اس سے متأثر ہو سکتے ہیں، ہمیں ضرورت ہے امام ابو حنیفہ کے قول کی امام شافعی کے قول کی، علماء و متکلمین کے قول کی، وہ ہم پہلے رسالہ میں لکھ چکے ہیں، اور پھر جب آپ کی دوسری تصنیف سامنے آجائے گی، تو اسے دیکھ کر پھر جو باقی ہے، تحریر کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ
قولہ، آپ نے چھ ورقہ رسالہ الخ جناب چھ ورقہ نہیں بلکہ چھ + چھ = آٹھ ورقہ ہے، ذرا گن لیجئے، اس سلسلہ میں آپ نے یہ کوشش کی ہے کہ آپ یہ ثابت کریں کہ حضرت امیر معاویہ کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے، اور صفحہ ۶ سے آخر تک یہی کچھ لکھا ہے، اس مضمون کا اصولی جواب تو یہی ہے کہ فرض

کہئے کہ حضرت معاویہ کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں تو نہ سہی، مگر وہ حدیث صحیح کون سی ہے
جس کی وجہ سے ان کو فاسق، مرتکب گناہ کبیرہ اور واصل جہنم کہا جائے، اگر فضیلت کی خصوصی
حدیثیں نہ ہوں تو صرف خصوصی فضیلت ہی تو ثابت نہ ہوگی، مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ خصوصی
فضیلت نہیں تو قباحت ہی قباحت ہے، خصوصی فضیلت نہ سہی مگر عمومی فضیلت تو فضل
صحابیت کے ضمن میں موجود ہے اور اس عمومی فضیلت کو آپ تو درکنار، اگر ابن سبا بھی کاٹنا
چاہے تو نہیں کاٹ سکتا، وہ صحابی یقیناً ہیں، اور جب وہ صحابی ہیں، تو ان کے لئے بھی
امام اعظم کا وہی فیصلہ ہے جو ہم نقل کر چکے ہیں ولا نذکر الصحابۃ الا بخیر، ہمیں
صحابہ رسول کا ذکر ہمیشہ بھلائی سے کرنا چاہیئے، اگر آپ حنفی سنی ہیں تو کیا یہ قول آپ کے
لئے کافی نہیں، مشعل ہدایت نہیں، فاعتبروا یا اولی الابصار، اور جب آپ کا
دوسرا چوورقہ آجائے گا تو تفصیلی جواب حاضر کریں گے، اور پھر بتائیں گے کہ کس قدر
صحیح ہے،

قولہ، آپ کی ضیافت طبع کے لئے الخ، میزبان من! جو چیز آپ نے بطور ضیافت پیش کی
وہ صرف یہ ہے، کہ حضرت مولائے کائنات کے فضائل پر بکثرت حدیثیں وارد ہوئی ہیں
سر وجان سے یہ ضیافت مقبول، ہمارا دین و ایمان حضرت مولا رضی اللہ عنہ سید الاولیاء
ہیں، شیر خدا ہیں، اہل بیت ہیں، مقبول بارگاہ ہیں، مولی المسلمین ہیں، حضور سے
خلیفہ چہارم ہیں اور ترتیب خلافت میں حضرت مولائے کائنات کا وہی درجہ ہے
جو درجہ خلافت واقعیہ نفس الامریہ میں ہے،

فضائل علویہ سے کسے انکار ہے، جو خلاف موضوع بات شروع کر کے رسالہ کا حجم بڑھا دیا
یاد رکھئے کہ مسلمات پر گفتگو نہیں ہوا کرتی ہے، یہ مناظرہ کا طریقہ یاد رکھئے، اس لئے کہ
ممکن ہے کہ آپ اس کے بعد مناظرہ کا چیلنج دے دیں، ہاں تو حضرت مولا کی شان میں
گستاخی و بے ادبی بھی خارجیانہ روش ہے، جس طرح حضرت معاویہ کی شان میں بے ادبی
اور واصل جہنم کہنا رافضیانہ انداز ہے، اور جن لوگوں نے حضرت امیر معاویہ کی فضیلت
میں حدیثیں وضع کیں وہ اتنے ہی برے اور لغو ہیں جتنے کہ حضرت معاویہ کی شان میں
گستاخی کرنے والے اور ان کو واصل جہنم بنانے والے،

یہاں تک آپ کے صہ سے آخر تک کا محققانہ جواب ہوگیا، اور الحمد للہ کہ مختصر ہی رہا
مطول ہونے میں مجھے خوف تھا کہ آپ پر بار نہ گذرے،

قولہ، نوٹ مولینا تو الحمد للہ بڑے علامہ ہیں الخ آپ نے جملہ لااشبع اللہ لکھکر
خوب پیٹ بھر کر حضرت معاویہ کو کوسا ہے، کیا آپ کو خدا کا کچھ خوف نہ آیا، جو لکھا کہ

یقیناً واصل جہنم ہوگا، یہ آپ کو یقین کہاں سے آیا؟ کوئی وحی یا الہام منگوالیا، کہیں ایسا نہ ہو کہ کل کو اس کا بھی دعویٰ شروع ہو جائے، اور پھر جرأت یہ کہ آپ نے اس کو علماء محققین پر بھی تھوپ دیا کہ انھوں نے بھی اس جملے سے یہ ہی سمجھا ہے، مگر کسی محقق کا قول نقل نہ کیا، کیا وہ آپ ہی کی طرح تو محقق نہیں ہیں؟

حضرت امیر معاویہ کو واصل جہنم بتاتے ہوئے آپ کو وہ حدیث بھی یاد نہ آئی جس میں حضور نے فرمایا ہے لاتمس النار مسلما رانی اورای من رانی رواہ الترمذی (مشکوٰۃ) کہ جہنم کی آگ اس مسلمان کو نہ چھوئے گی جس نے مجھ کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا، کیا حضرت معاویہ صحابی نہیں ہیں، کیا انھوں نے حضور کو نہیں دیکھا ہے، کیا وہ مومن نہ رہے، کیا اون کا خاتمہ کفر پر ہوا (نعوذ باللہ) جو آپ نے اون کو یقیناً واصل جہنم بنا دیا،

اگر نہ معلوم ہو تو یاد کر لیجئے کہ مرتکب کبیرہ کے لئے قطعاً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ یقینی جہنمی ہے، وہ تو خدا کی مشیت میں ہے، یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء آپ خود ان کو مرتکب کبیرہ بتا رہے ہیں، اور سزا یقیناً واصل جہنم ہونا نہ کہا نہ یاد رہا، نہ آیت یاد آئی، نہ عقائد کا مسئلہ ہی ذہن میں آیا، یہ جملہ کہ یقیناً واصل جہنم ہوگا، اوس کے لئے بولا جا سکتا ہے جو کفر پر مرے، آپ کے اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان کو کافر سمجھتے ہیں، اور کفر پر موت جانتے ہیں، تو اپنے ایمان کی خیر منائیے اور اس رسالہ کا نام یہاں پڑھ لیجئے الهاویہ لشاتم معاویۃ رضی اللہ عنہ

حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الٰہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل الخ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ) کہ کسی مسلمان کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہو، نہ اوسکو ایمان سے خارج کرو، یہ آپ نے اون کو کافر سمجھا اور وہ کافر نہیں ہیں، تو حضور کے فرمان من دعا رجلا بالکفر اوقال عدواللہ ولیس کذالک الا حار علیہ، (متفق علیہ مشکوٰۃ) کے مطابق یہ جملہ کس پر لوٹا، اسی کو کہتے ہیں کہ آفتاب پر تھوکا اپنے اوپر گرتا ہے، اور اگر بغیر کافر سمجھے صرف اون کو مرتکب کبیرہ سمجھتے ہوئے یقیناً واصل جہنم کہا، تو اصل خارجیت یہی ہے کہ خوارج ارتکاب کبیرہ پر بھی قطعی جہنمی اور کافر سمجھتے ہیں، شرح عقائد نسفی میں ہے، ولا تدخلہ ای العبد المومن فی الکفر خلافاً للخوارج فانھم ذھبوا الی ان مرتکب الکبیرۃ بل الصغیرۃ ایضاً کافر، لیکن یہاں تو حضرت امیر معاویہ کے ذمہ گناہ کبیرہ بھی نہیں بلکہ صرف خطاء اجتہادی ہے، اور خطاء اجتہادی گناہ کبیرہ نہیں، جیسا کہ ہم پہلے رسالہ میں لکھ چکے اور آپ الحمد للہ کہ اوسکا کوئی جواب نہ دے سکے

یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] رسول ﷺ کو دیکھا [illegible]

قولہ: وہ سند سفر السعادۃ یا صراط مستقیم کی ہے الخ عجیب مہمل سا جملہ ہے، بے سروپا بے تک نہ معلوم کس کی سند ہے، اپنی فضیلت کی سند ہے یا کسی عبارت کی اور اگر عبارت کی ہے تو عبارت کہاں ہے؟ یا مطلب المتعص فی لطن الشاعر امید ہے کہ وضاحت کی جائے گی،

علمی قابلیت ص۲ پر آپ شرح عقائد کے متعلق لکھتے ہیں کہ "یہ کتاب محض اہل سنت کے عقائد کی کتاب نہیں ہے، بلکہ حنفیوں کے عقائد کی بنیادی کتاب ہے"،

سبحان اللہ کیا علمی جواہر پارے ہیں، قاعدہ تو کہنے کا یہ تھا کہ یہ کتاب محض حنفیوں کے عقیدہ کی نہیں ہے، بلکہ اہل سنت کے عقائد کی ہے، مگر آپ کو کیا خبر کہ حنفی اور سنی میں کیا نسبت ہے؟ ذرا نسب اربعہ میں سے ایک قرار تو دیدیجئے،

کتاب شرح عقائد محض حنفیوں ہی کے عقائد کی نہیں ہے، بلکہ کل اہل سنت کے عقائد کی کتاب ہے، یعنی شافعی، مالکی، حنبلی، چنانچہ شارح عقائد خود شافعی المذہب ہیں، حنفیوں کی مخصوص کتاب وہ ہی ہوگی جو مسائل فرعیہ عملیہ سے متعلق ہوگی، اور حنفی کی لکھی ہوئی کتاب عقائد میں اور وہ بھی مخصوص حنفیوں کی نہیں، بلکہ عام اہل سنت کی ہوگی، آپ کے اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ ہی نہیں معلوم کہ سنی کسے کہتے ہیں اور حنفی کسے؟ یہ ہی وجہ ہے کہ مسئلہ متنازعہ میں آپ رافضیوں کی طرف چلے گئے، اور اتنی بڑی غلطی اور علمی غلطی کا سبب محض یہ ہے کہ آپ نے صرف ضیافت طبع کے لئے یہ رسالہ لکھا، اگر تحقیق حق کے لئے لکھتے تو غلطی نہ ہوتی،

قولہ، نوٹ: جتنی کتابوں کے حوالے الخ یہ روپیہ آپ ہمارے اس جواب کے جواب کی طباعت کے لئے محفوظ رکھئے، اور اگر میرے حوالے کو آپ کسی

تنبیہ

آپ نے تو بہت کوشش کی کہ حضرت امیر معاویہ کو باغی بنایا، طاغی لکھا، مرتکب گناہ کبیرہ ٹھہرایا اور واصل جہنم بنایا، مگر آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جس جرم موہوم کی وجہ سے ان پر فتوے لگائے ہیں، ان کے ساتھ کون کون تھے، حضرت طلحہ تھے، زبیر تھے، حضرت عائشہ تھیں، اور بہت سے صحابی تھے رضی اللہ عنہم تو کیا آپ ان کو بھی ویسا ہی سمجھتے ہیں، جیسا کہ معاویہ کو اگر ہاں تو ان کے لئے بھی باغی و طاغی مرتکب کبیرہ کیوں نہیں لکھا اور نہیں تو وجہ فرق بتائیے،

آخر میں

ہم پھر وضاحت کئے دیتے ہیں کہ حسب تحقیق صاحب فتح القدیر وغیرہ ائمہ فقہائے حنفیہ

حضرت مولائے کائنات اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان نزاع مسئلہ خلافت میں نہ تھا، بلکہ تسلیم قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ میں تھا، اور فرض کر لیجئے کہ مسئلہ خلافت ہی میں تھا تو حضرت امیر کی خطا اجتہادی تھی، یہ مضمون زیر عنوان خطا اجتہادی پہلے رسالہ میں مفصل موجود ہے، مگر شاید یہاں تک بابا صاحب کی نظر نہ پہنچ سکی، کیوں کہ یہ بحث ورقہ کے علاوہ اوراق میں تھا، بہرحال صرف اجتہاد کی خطا کی وجہ سے سب وشتم لعن طعن فاسق واصل جہنم کہنا تصریحات علمائے اہل سنت کے خلاف ہے، اور اس کے متعلق کئی عبارات پیش کر چکا ہوں، اب ایک تازہ حوالہ اور لیجئے؛

علامہ ابو شکور سالمی تمہید صـ۱۶۲ (یہ مذہب اہل سنت کی کتاب ہے، میں لکھتے ہوئے فیصلہ فرماتے ہیں ثم نقول بان الباغی لا یکفر ولا یفسق بدلیل قولہ تعالیٰ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاللہ تعالیٰ سمی کل طائفتین مومنا وصاحبنا معاویۃ وعلی رضی اللہ عنہما پھر ہم کہتے ہیں کہ باغی کو نہ کافر کہا جائے نہ فاسق اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ قتال کریں، اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دونوں گروہوں کو مومن فرمایا، اور وہ معاویہ وعلی رضی اللہ عنہما کے دونوں گروہ ہیں، پھر فرمایا والثانی ان الباغی ماول فی دعواہ لان حد الباغی ان یدعی الامارۃ مع شبھۃ الدعوی وکانت لھم شبھۃ الدعوی فقاتلوا فی ذالک واخطاؤ فی تاویلھم وخطأھم ما کان من الکبائر فی الدین حتی یوجب الفسق والکفر - دوسرے یہ کہ باغی اپنے دعوئی میں مؤول ہوتا ہے، اس لئے کہ باغی وہی ہے جو امارت کا مدعی ہو، مگر شبہۂ دعویٰ ہو اور ان لوگوں (امیر معاویہ وغیرہ) کا شبہ دعویٰ تھا، انھوں نے تاویل کی، اور خطا کی، اور یہ خطا گناہ کبیرہ نہیں، جس کی وجہ سے فاسق یا کافر کہا جائے، اور آپ کے فیصلے ناحق میں جہنمی"

بابا صاحب! ایمان کی سلامتی اسی میں ہے جو علامہ سالمی نے تحریر فرمایا ھل من مدکر ایک عالم اہل سنت کا یہ فیصلہ دیکھیے، اور اپنے خبیث الفاظ کا خود فیصلہ کیجئے، اور نصیحت قبول کیجئے، جناب کو مشورہ دیتا ہوں کہ اب آپ خاموش ہو جائیے! اور اہل سنت کے طریقہ اسلم کو اختیار کیجئے اور شیعوں کے ہاتھوں میں نہ کھیلئے، ورنہ وہی مثل ہو جائے گی "میں تو ڈوبا ہوں یار کو لے ڈوبوں گا"، ہم نے آپ کے ردی رسالہ کے بہت سے پہلوؤں کا جواب ابھی محفوظ رکھا ہے، خدا کرے اس کی نوبت نہ آئے، اور انھیں سطور سے آپ کو ہدایت ہو جائے، ان ارید الا الاصلاح ما استطعت واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم،

۱۵ جنوری سنہ ۱۹۵۳ء فقیر عبد الحفیظ قادری حقانی مفتی آگرہ